سوال

(477) مقتدی سورۂ فاتحہ کس وقت پڑھے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسعود احمد بی ایس سی، امیر جماعت المسلمین (رجسٹرڈ) نے درج ذیل حدیث سے ثابت کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ اس وقت پڑھی جائے جب امام خاموش ہو۔ ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

'کانوا یقراون خلف رسول اللہ ﷺ إذا انصت فإذا قرا لم یقرء وا وإذا انصت قرء وا' بیہقی: جزء القراۃ صلوٰۃ المسلمین

اس کی سند کیسی ہے؟ اگر سند صحیح ہے تو سورۂ فاتحہ کس وقت پڑھی جائے گی؟ امام کے سکتوں میں یا مروّجہ طریقہ ہی صحیح ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اثر ہذا سند کے اعتبار سے اگرچہ قابل قبول ہے لیکن یہ اس بارے میں نص نہیں کہ دیگر مواقع پر فاتحہ کی قرات نہیں ہو سکتی، اس کتاب کے صفحہ پر ہے: ابوہریرہ کے شاگرد نے کہا: فکیف اصنع إذا جھر الإمام ''جب امام جہری قرات کرے تو مجھے کیا کرنا چاہیئے؟'' جواب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اقرا بها فی نفسک ''اپنے جی میں پڑھ لے۔'' پھر بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ مکحول سے نقل کیا ہے:

'اقْرَأْ بِهَا يعني بالفاتحة فِيمَا جَهَرَ بِهَا الْإِمَامُ إِذَا قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسَكَتَ سِرًّا، وَإِنْ لَمْ يَسْكُتْ قَرَأْتَهَا قَبْلَهُ وَمَعَهُ وَبَعْدَهُ، لَا تَتْرُكْهَا عَلَى حَالٍ' السنن الكبرىٰ للبيهقي، بَابُ مَنْ قَالَ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ...الخ، رقم: ۲۹۵۲

''جب امام جہری قرات کرے تو اس کی خاموشی میں مقتدی سری قرات کرے۔ اور اگر وہ خاموش نہ ہو تو اس سے پہلے اس کے ساتھ اور اس کے بعد قرات کو کسی حال میں مت چھوڑ۔''

پھر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی تو قرات کرنا مشکل ہوگیا۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے دریافت کیا: مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ تم اپنے امام کی اقتدا میں قرات کرتے ہو، ہم نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا سوائے فاتحہ کے کچھ نہ پڑھو، جو فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں۔'' سنن ابي داؤد، بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، رقم: ۸۲۳

اس حدیث میں امام کی قرات کے وقت مقتدی کی قراتِ فاتحہ کا جواز ہے، اگر سکتات میں قرات کا تعین ہوتا تو آپ اس کی راہنمائی فرماتے۔ اس امر کی صراحت نہ کرنا جواز کی دلیل ہے۔ اصولِ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: تاخیر البیان عن وقت الحاجۃلا یجوز ''ضرورت کے وقت وضاحت کو موخر کرنا جائز نہیں۔''

سنن ابوداوَد کی روایت میں اَلفاظ یوں ہیں:

'فلا تقرء وابشیء من القرآن إذا جهرتُ إلا بام القرآن 'سنن ابي داود، بابُ مَن ترَكَ القِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ، رقم: ۸۲۴

''جب میں قراتِ جہری کروں تو سوائے اُمّ القرآن کے قرآن سے تم کچھ نہ پڑھو۔''

یہ الفاظ اس بارے میں نص ہیں کہ امام کی جہری قرات کے وقت مقتدی کے لئے فاتحہ پڑھنے کا جواز ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''شوافع کا فاتحہ کی قرات کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا قرات فاتحہ امام کے سکتوں کے دوران ہوگی یا اس کی قرات کے موقع پر؟ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ فاتحہ امام کی قرات کے وقت پڑھی جائے اور امام کے سکوت کے موقعہ پر اگر ممکن ہو تو پڑھنا اَحوط (زیادہ احتیاط) ہے کیونکہ ایسا کرنا پہلے قول والوں کے نزدیک بھی جائز ہے۔ اس پر عمل کرنا اجماع پر عمل کرنے کے مترادف ہوگا لیکن یہ معمول بنالینا کہ امام کے فاتحہ یا سورت کی تلاوت کے وقت ہی فاتحہ پڑھنے کی سعی کی جائے، ایسا کرنا کوئی مستند نہیں بلکہ سب طرح جائز اور سنت ہے۔ البتہ مقتدی کے لئے امام کی قراتِ فاتحہ کے وقت فاتحہ پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔'' ملخصاًفی نیل الاوطار: ۲ ۲۳۴

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 405

محدث فتویٰ